www.emarsiya.com

# مرثیہ

## بخدا فرض شناسی ہے بشر کا جوہر

در حالِ حضرت امام حسینؑ

سنہ تصنیف

1947



### بخدا فرض شناسی ہے بشر کا جوہر

بخدا فرض شناسی ہے بشر کا جوہر
جس طرح نکتہ رسی اہلِ نظر کا جوہر
گُہر افشانیاں ہیں دیدۂ تر کا جوہر
با عمل صرف سے کُھلتا ہے ہنر کا جوہر
جب نہ سمجھے کوئی کیا فائدہ گفتار سے ہے
لن ترانی کا مزا طالبِ دیدار سے ہے

(۲)

فرض اُس کام کو کہتے ہیں کہ ہو جس کا عمل
علم ہے فرض شناسی جو ہے محتاجِ عمل
روح کی طرح نہ ہوگا نہ ہوا اس کا بدل
کہ عمل ہی تو ہے رہا کشمکشِ رنج کا حل
ہے عبث فرض شناسی نہ عمل ہونے سے
پھل جو پاتا ہے بشر کوئی تو کچھ بونے سے

(۳)

حق تو یہ فرض شناسی کا ہے دم سازِ عمل
اپنی قدرت سے دو عالم میں ہے ممتازِ عمل
سبب کشفِ عمل باعثِ اعجازِ عمل
ارتقائے بشری کا بھی رہا رازِ عمل
فرق رُتبے کا ہوا قوتِ بیش و کم سے
اشرف الخلق ہے انسان اسی کے دم سے

www.emarsiya.com

(۴)

فضلِ باری ہے یہی رحمتِ داور ہے یہی
ہر گھڑی جس کی ضرورت ہے وہ رہبر ہے یہی
کبھی بگڑا ہی نہیں جس کا مقدر ہے یہی
جس کی قسمت کی قسم کھائے سکندر ہے یہی
جلوہ بس دیکھ سکے گا وہی جو بینا ہے
جس میں کونین نظر آئے وہ آئینہ ہے

(۵)

مقتضئے حال کا بدلے تو بدلتا ہے عمل
آج جو کیجئے ممکن نہیں کر سکیئے وہ کل
رائیگاں وقت کی پھر ہوگی تلافی نہ بدل
جس کی باریک نظر ہے وہی سمجھے گا عمل
خطرہ ہر ایک قدم راستہ یہ عام نہیں
عقل درکار جہالت کا یہاں کام نہیں

(۶)

ہر محل پر نہیں یکساں ہیں سخاوت کے طریق
رنگِ میداں سے بدلتے ہیں شجاعت کے طریق
رہے پابند مصالح کے شریعت کے طریق
وقت کے ساتھ بدلتے ہیں عبادت کے طریق
سمجھیں آداب رہِ عشق کے چلنے والے
حج کو عمرہ سے بدلتے ہیں بدلنے والے



(۷)

حق سے باطل کو جدا کرنے کا معیار عمل
گزر آساں نہیں وہ منزلِ دشوار عمل
فتح پابند ہے جسکی وہ علمدار عمل
نقطہ دیں دایرے دُنیا ہے تو پرکار عمل
ہوئی ہے اس کی مدد عہدہ برائی کس کی
حق تو یہ ہے کہ خدا اس کا خدائی اس کی

(۸)

دور دورہ جو ازل میں تھا وہ ہے آج اس کا
تا ابد تخت رہا اس کا رہا تاج اس کا
دونوں عالم کا شہنشاہ ہے محتاج اس کا
کلمہ پڑھتی رہی عرش پہ معراج اس کا
صاف روشن تھی حقیقت یہ کوئی راز نہ تھی
چھٹ گیا پیچھے ملک قوتِ پرواز نہ تھی

(۹)

کس کے بل بوتے پہ اُڑتا ہوا جاتا تھا براق
نور کس کا تھا کہ سایہ بھی نہ پاتا تھا براق
ناز و انداز سے وہ چال دکھاتا تھا براق
ظرفِ قدرتِ خالق میں سماتا تھا براق
سحر معراج کی یا برق کی یہ طاقت تھی
کارکن فرض شناسی عملی قوت تھی

www.emarsiya.com

(۱۰)

جو بنا دیتا ہے انسان کو انساں ہے عمل
دو جہاں زیرِ نگیں ہیں وہ سلیماں ہے عمل
جانِ اسلام کی روح تنِ ایماں ہے عمل
رمزِ تنزیلِ عمل مقصدِ قرآن عمل
اپنا نفس اپنا نہ سمجھا جو نکوکاروں نے
مول لی مرضیِ اللہ خریداروں نے

(۱۱)

ذکر اُن شاہوں کا یہ ہے جو رہے خاک نشیں
جب زمیں چومے قدم اور بنے عرشِ بریں
تاج یا تخت بڑھا سکتا حشم ان کا کہیں
جن کو بجز خیر کوئی واسطہ دنیا سے نہیں
ارتقائے بشری آئینہ ہونے کے لئے
تھے نہالِ عملِ خیر ہی بونے کے لئے

(۱۲)

توبہ منبر پہ ہو دنیا کے کسی شاہ کا ذکر
ہیرے پھیرے رہے جس میں ہے اُسی راہ کا ذکر
کیوں نہ دل کھینچے ہے عشاقِ حق آگاہی کا ذکر
ذکر وہ کیجئے جسے شوق سے اللہ کا ذکر
دیں صدا غیر کے در پر یہ یہاں طور نہیں
ہیں گدائے درِ شبیر کوئی اور نہیں



(۱۳)

ہم فقیر اور کجا دولت و ثروت کا بیاں
بے محل بھی ہے یہاں جاہ و جلالت کا بیاں
ہے یہ مجلس تو ہو بےکس کی مصیبت کا بیاں
کہ نہ ہو ترکِ ادب شوکت و حشمت کا بیاں
فقر پر فخر جنہیں مطلب اُنہیں آقا سے
کچھ غرض اُن کے غلاموں کو نہیں دُنیا سے

(۱۴)

فرض ادا کرنے کی کوشش سحر و شام رہے
ہوں دوا درد جو وقتِ غم و آلام رہے
ہو وہ ثابت قدمی کام ہی اب کام رہے
پھر نہ لغزش ہو اگر سامنے انجام رہے
مطمئن نفس نتیجہ پہ سدا غور رہے
شاہِ کونین جو تھے اُن کے یہی طور رہے

(۱۵)

جو رہی عقل کی پابند شجاعت یہ تھی
مانگنے دَر پہ ملک آئے سخاوت یہ تھی
آیا رحمت کو ترس جس پہ عبادت یہ تھی
ہو گئی شاملِ قرآں جو فصاحت یہ تھی
باتیں ان کی ہوئیں سب ربِّ علا کی باتیں
ان کی توصیف کو کہتے ہیں خدا کی باتیں

www.emarsiya.com

(۱۶)

جب کھنچیں قاطع کفار ہوئیں تلواریں
خونِ ناحق سے نہ رنگین کبھی کیں دھاریں
اُبلے کوثر جو زمیں پر کہیں ٹھوکر ماریں
پھٹ پڑے کوہِ مصیبت تو نہ ہمت ہاریں
شعلے بھڑکے ہوں کلیجہ میں تو یہ اُف نہ کریں
پیاسے دم توڑیں لبِ نہر مگر تف نہ کریں

(۱۷)

ازلی وعدے نہ اک آن فراموش رہے
حق کی آواز پہ ہر دم ہمہ تن گوش رہے
کر کے امداد یہ شرمائے کہ روپوش رہے
کل کا دن آج ہی سمجھا کئے یہ ہوش رہے
فاقہ پر فاقے تھے ایثار کو یوں مانتے تھے
دستِ سائل کو یہ سب دستِ خدا جانتے تھے

(۱۸)

کوئی پہنے تھا جو انگشتری بیش بہا
سائل آیا تو ہوئی وقتِ رکوع اُس کو عطا
تھے عبادت میں عبادت کے یہ انداز جُدا
ہم نہ سمجھیں تو یہ کوتاہ نظری کی ہے خطا
یہ اسی در اسی کوچہ کا اسی راہ کا تھا
تھی سخا فرض کہ بھیجا ہوا اللہ کا تھا



(۱۹)

ابرِ رحمت کے برسنے کی نرالی وہ بہار
سائل اک روٹی کا دے دے اُسے اونٹوں کی قطار
جوش زن دیکھا جونہی بحرِ سخا کا زخار
ڈر گئے سکتہ میں قنبرؓ ہیں کھڑے چھوڑے مہار
دھیان یہ ہے نہ کہیں نذرِ عطا ہو جاؤں
قدمِ پاک سے میں بھی نہ جدا ہو جاؤں

(۲۰)

اللہ اللہ سخا یہ کہ نہیں جس کی مثال
طرہ یہ کیا دیا کس کو نہیں دل میں بھی خیال
روشنی گل کریں اس وقت کفایت کا یہ حال
آپ بیٹھے رہے تاریک رہا بیت المال
جھلملایا نہیں دم بھر بھی شریعت کا چراغ
کہ بجھانے ہی سے جل اُٹھا ہدایت کا چراغ

(۲۱)

عیب یوں مٹتا ہے یوں حسن بڑھا دیتا ہے داغ
اس طرح جام کو بھر دیتا ہے خالی ہے ایاغ
پھول جو چاہے چنے عام ہدایت کا ہے باغ
جگمگا اُٹھے ہیں کونین بجھانے سے چراغ
سمجھے وہ زورِ عمل دیکھے جو باریکی سے
روشنی قبر میں یوں ہوتی ہے تاریکی سے

www.emarsiya.com

(۲۲)

یہ وہ بندے ہیں کہ جن سے نہیں امکانِ گناہ
ہر گھڑی رہتا ہے دربارِ خدا پیشِ نگاہ
بندگی شیوہ رجوع ایسا کہ سبحان اللہ
محوِ طاعت تھے کفِ پا کا ہوا تیر گواہ
حسبِ فرمانِ نبیؐ خوب یہ عنواں نکلا
سجدہ کرنے ہی میں کھنچا تو وہ پیکاں نکلا

(۲۳)

وہ بہادر وہ جری جو کہ ہو قتالِ عرب
غصہ جس شیر کا اللہ کا ہو قہر و غضب
باندھیں گردن رسنِ ظلم سے جب دشمنِ رب
چپ رہے گھر میں ہو کہرام بصد رنج و تعب
جرأت و صبر سے مقصد کبھی نام کا تھا
کام اللہ کا تھا فائدہ اسلام کا تھا

(۲۴)

اُحد و بدر کے جس نے ہوں کئے معرکے سر
جس سے سر بر نہ ہوئے جنگ میں مرحب عنتر
اُترے سینہ سے عدو کے نہ چلی تیغ دو سر
یہ وہ قوتِ عملی تھی کہ بڑی پائی ظفر
بے محل تھا تو نہ اُس عربدہ جو کو مارا
نفس کو مار کے گستاخ عدو کو مارا



(۲۵)

یہ سخاوت یہ عبادت یہ شجاعت دیکھی
ان میں سے ایک میں بھی نفس کی شرکت دیکھی
ہو عبادت میں عبادت یہ سخاوت دیکھی
یہ تو سب ایک طرف صبر کی طاقت دیکھی
دامنِ پاک میں مقصد کے بھرے گوہر تھے
عمل و فرض شناسی ہی کے یہ جوہر تھے

(۲۶)

جس کو ہو فرض شناسی نہ عمل سے سروکار
عیش و آرام ہی کو زیست کا سمجھے معیار
دین پس پشت ہو دنیا طلبی عین شعار
ایسے بندہ کا ہو انسانوں میں کس طرح شمار
کہنے کو ہو تو مسلماں مگر اس شان سے ہو
مطلب اللہ و نبیؐ سے ہو نہ قرآن سے ہو

(۲۷)

پھر گیا یاں سے نگاہوں میں وہ پرہول سماں
روئیں تھرا گئے اب اُٹھنے لگا دل سے دھواں
آگیا سامنے بے آب و گیاہ وہ میداں
جس میں ہیں بے کس و مظلوم کچھ اہلِ ایماں
جمع نافرض شناس اتنے بھرا صحرا ہے
اک طرف دین ہے اور ایک طرف دنیا ہے

www.emarsiya.com

(۲۸)

نہ تو ہے فرض شناسی نہ عمل کی عادت
ہیں یہ وہ داغ کہ دوران سے رہا کی رحمت
وغدار ان سے ہوا دامنِ انسانیت
ڈھائیں یہ کعبہ کو زر ملنے سے ایسی طینت
خونِ ناحق میں ہیں تلواروں کو بھرنے والے
صدقے دنیا پہ ہیں عقبےٰ کو یہ کرنے والے

(۲۹)

پیاسی چھوٹی سی جماعت کو نہیں خوف و ہراس
ہیں یہ سب ایسے جری اہلِ وفا فرض شناس
ان کا ہے سید و سردار وہی عرش اساس
آیا سر دینے کو تھا وعدۂ طفلی کا یہ پاس
ہو کے مہمان مسلمانوں کا پیاسا ہے وہ
جنہیں کہتے ہیں نبیؐ اُن کا نواسا ہے وہ

(۳۰)

ہیں بلائے ہوئے خط سیکڑوں پتہ ہیں گواہ
لکھا آپ آئیں ہدایت ہو کہ عقبےٰ ہے تباہ
خیر مقدم یہ کیا دی نہ کوئی دوسری راہ
لائے اُس دشت میں جو دشت تھا بے آب و گیاہ
دق کیا اور تھکے ماندے مسلمانوں کو
لبِ دریا نہ اُترنے دیا مہمانوں کو



(۳۱)

ایسی دنیا میں نہ دیکھی نہ سُنی مہمانی
گھاٹ روکے ہوئے ہر سمت ستم کے بانی
جاں بہ لب طفل ہیں یہ پیاس کی ہے طغیانی
تیسرا دن ہے کہ پایا نہیں دانا پانی
پھر بھی یہ کد کہ زمیں خوں سے سب کے تر ہو
پیاسے شبیرؑ کا سر جلد تہِ خنجر ہو

(۳۲)

جب سے آئے ہیں یہاں چین نہ پایا دم بھر
صبح سے آج کے آثار یہ دیتے ہیں خبر
بیبیاں قید ہوں مُردوں کے ہوں سر نیزوں پر
لاشیں پامال ہوں اور لوٹ لیں گھر پھونک دیں گھر
لاکھوں تیغیں ہیں کھنچی خیر نہیں جانوں کی
رخصتی آج ہے اس شان سے مہمانوں کی

(۳۳)

فرض ادا کر چکے ہر طرح ہدایت کا حسینؑ
پاس کرتے رہے ہر لمحہ شریعت کا حسینؑ
خاتمہ کر چکے ہر طور سے حجت کا حسینؑ
حق کریں گے اب ادا جد کی امانت کا حسینؑ
سامنے اپنا چمن پھولا پھلا کٹوا کے
روح اسلام میں پھونکیں گے گلا کٹوا کے

www.emarsiya.com

(۳۴)

شور برپا ہے کہ ہیں رن میں صف آرا اشرار
کمریں باندھے ہیں پیاسے یاں مجاہد تیار
سُن کے گستاخیاں غصے میں بھرے ہیں جرار
صُلح شیوہ سبقت کرنا نہیں جن کا شعار
شاہِ دیں سے جو نہیں اذنِ وغا پاتے ہیں
ہاتھ قبضہ پہ رکھے کانپ کے رہ جاتے ہیں

(۳۵)

ناگہاں طبل بجا گونج گئی ساری فضا
دھوپ سایہ میں چھپی ابر اُٹھا تیروں کا
باگیں گھوڑوں کی وہ اُٹھیں وہ چلی تیز ہوا
چمکی تلوار جو ہر سمت تو کوندا لپکا
ساقیا ڈھالوں کی گھنگھور گھٹا چھائی ہے
خوں برسنے کو ہے پینے کی بہار آئی ہے

(۳۶)

روح ہستی کی یہی مے ہے مسلمانوں میں
جس کا اقرار ازلی وعدوں میں پیمانوں میں
دور اسی بادہ کے چلتے رہے میدانوں میں
میکدہ یہ بھی ہے ساقی تیرے میخانوں میں
جلوہ گر ہو تیری الفت سے یہ کچھ دور نہیں
دشت ہے کرب و بلا کا جبلِ طور نہیں



(۳۷)

وقت کاٹے نہ کٹا جب کسی مستانے کا
کیفِ ہستی ہوا چھڑنا ترے افسانے کا
ہے کہیں ذکر اُحد بدر کے میخانے کا
اور کہیں خیبر و صفین کے پیمانے کا
وہ سماں بندھ گیا ہے کوئی کب ہوش میں ہے
بے پیئے آنکھیں گلابی ہیں ہر اک جوش میں ہے

(۳۸)

آکے پہچان ہیں تیرے ہی قرینے والے
کون کون آئے ہیں میخوار مدینے والے
مے کشی ہی سے ابد تک ہیں یہ جینے والے
رہے بے آب و غذا ایسے ہیں پینے والے
روئیں لرزاں ہیں نہیں پینے کا یارا مجھ کو
ان کے صدقے میں ہے تلچھٹ کا سہارا مجھ کو

(۳۹)

شانِ حق دیکھتا ہوں جو کوئی صف دیکھتا ہوں
کھینچے نور آنکھوں کا وہ دُرِّ نجف دیکھتا ہوں
بزم یہ دیکھ کے جب اپنی طرف دیکھتا ہوں
گنج الماس میں بس ایک خزف دیکھتا ہوں
پایہ اس در کی فقیری ہی سے یہ پایا ہے
جذبہ مدحت کا یہاں کھینچ کے لے آیا ہے